رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۹

ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کے متعلق ضروری اعلان ۲ صـ ۳ صـ

ایڈیٹر: سید قاسم علی احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱۸ | قادیان مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۳۳ء مطابق ۲۴ ذوالحجہ ۱۳۵۱ھ | نمبر ۳

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) ہفتہ زیر اشاعت میں مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ کی دختر نیک اختر کا رخصتانہ ہوا۔ ۱۵ اپریل کو حضرت ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تمام نمائندگان و مہمانان مجلس مشاورت کو دعوت طعام دیکر عزت بخشی۔ ۱۶ اپریل کو مولوی عبدالکریم صاحب نے مولویفاضل داماد نیرؔ صاحب نے احباب کو دعوت ولیمہ دی۔ ان تمام تقریبوں میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ بھی رونق افروز ہوئے۔

(۳) حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کچھ دنوں سے علیل ہیں۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کامل اور لمبی زندگی عطا فرماوے۔

(۴) ۱۷ اپریل سے ایف۔ اے۔ بی۔ اے کے امتحانات شروع ہوگئے ہیں۔ جن میں ہمارے بچے اور بچیاں بھی شامل ہوئے ہیں اور ۲۱ اپریل سے ایم۔ ایس۔ سی کا بھی امتحان شروع ہوا ہے جس میں میرا بچہ عزیز مشتاق احمد سلمہ اللہ اور دیگر احمدی بچے شامل ہیں۔ احباب ان سب کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کی مختصر روئداد

۱۴ اپریل کی کارروائی

حسب معمول اس سال بھی مجلس مشاورت کے اجلاس تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں منعقد ہوئے۔ پہلا اجلاس بعد نماز جمعہ و عصر پروگرام کے مطابق ۳ بجے شروع ہوا۔ جس میں پنجاب صوبہ سرحد۔ یوپی۔ بہار۔ اڑیسہ۔ بنگال۔ حیدرآباد دکن اور سندھ کی احمدیہ جماعتوں کے ۳۵۰ نمائندے شریک ہوئے۔ گذشتہ سال پہلے دن مجلس مشاورت میں شرکت اختیار کرنے والے نمائندگان کی تعداد ۳۲۰ تھی۔ حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تمام مجمع کیساتھ دعا فرمائی۔ پھر حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کرکے اس سورت سے مشورہ دینے کے متعلق اہم ہدایات بیان کیں۔ آخر میں حسب ذیل چار سب کمیٹیاں مقرر فرمائیں

(۱) نظارت اعلیٰ کی پیش کردہ پراونشل انجمنوں کی سکیم پر غور کرنیکے لئے سب کمیٹی۔ (۲) بجٹ پر غور کرنیوالی سب کمیٹی (۳) نظارت دعوۃ و تبلیغ کی تجاویز کے متعلق سب کمیٹی (۴) نظارت امور عامہ کی تجاویز کے متعلق سب کمیٹی۔

سب کمیٹیوں کے تقرر کے بعد ۶ بجے شام اجلاس ختم ہوا۔ ان سب کمیٹیوں نے رات کو اپنے اجلاس منعقد کئے اور تجاویز پر غور کرکے رپورٹیں مرتب کیں۔

۱۵ اپریل کی کارروائی

نظارت دعوۃ و تبلیغ کے متعلق سب کمیٹی نے ۱۵ اپریل کی صبح کو بھی اجلاس کیا۔ اور ۱۱ بجے حسب پروگرام مجلس شوریٰ کا اجلاس تلاوت اور دعا کے بعد منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں نمائندگان کی تعداد میں اور اضافہ ہوگیا۔ اور تعداد نمائندگان ۴۷۶ تک پہنچ گئی قبل اس کے کہ سب کمیٹیوں کی رپورٹیں پیش ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے انگریزی ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے متعلق نمائندگان کی رائے اس بارے میں دریافت فرمائی۔ کہ ترجمہ مختصر نوٹوں کے ساتھ جو تیار ہو چکے ہیں۔ شائع کر دیا جائے۔ یا مفصل نوٹوں اور تشریحات کے تیار ہونے کے بعد شائع کیا جائے۔ نمائندگان نے متفقہ طور پر یہ رائے پیش کی۔ کہ انگریزی ترجمہ قرآن مختصر نوٹوں کے ساتھ جس قدر جلد ممکن ہو شائع کر دیا جائے۔ حضور نے یہ تجویز منظور فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ احباب اپنی اپنی جگہ کوشش کرکے کم از کم دو ہزار خریدار پیشگی قیمت دینے والے مہیا کر دیں۔ تاکہ کام شروع کرنے کیلئے اخراجات مہیا ہو جائیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ساڑھے سات روپے سے زیادہ قیمت نہ رکھی جائے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے۔ وہ زیادہ جلدوں کے خود خریدار بن جائیں یا دوستوں میں خریداری کی تحریک کرکے قیمت بھجوائیں۔ تاکہ بلاکس بنوانے کا کام شروع کر دیا جائے۔ سارے قرآن کریم کے بلاکس بنوانے میں کم از کم ایک سال لگ جائیگا۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ کوشش کرکے جلد پیشگی قیمت بھجوائیں ؛

اسکے بعد نظارت اعلیٰ کے متعلق سب کمیٹی کو اپنی رپورٹ پیش کرنیکا حضور نے ارشاد فرمایا۔ اور جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کو اس کام کیلئے مقرر فرمایا۔ کہ جو دوست پیش شدہ امور کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ انکو باری باری موقعہ دیتے رہیں ؛

سب کمیٹی نظارت اعلیٰ کی رپورٹ جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے بحیثیت پریزیڈنٹ پیش کی۔ اور پراونشل انجمنوں کے متعلق جو قواعد و ضوابط تجویز کئے گئے تھے۔ ان میں سے ایک ایک پر نمائندگان کو اظہار خیالات کا موقع دیا گیا۔ بعض میں ترامیم پیش کی گئیں۔ اور کئی ایک ترامیم کی کثرت آراء نے تائید کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سب تجاویز کے متعلق کثرت آراء کے حق میں فیصلے فرمائے۔

اسکے بعد سب کمیٹی نظارت دعوۃ و تبلیغ کی رپورٹ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے بحیثیت سیکرٹری پیش کی جسمیں پہلا سوال یہ تھا۔ کہ ۱۹۳۳ء کا جلسہ سالانہ رمضان کے دنوں میں آئیگا۔ اسے کسی اور موقعہ پر منعقد کیا جائے یا دسمبر کے آخر میں ہی حسب معمول منعقد ہو۔ کثرت آراء دسمبر میں ہی جلسہ منعقد ہونیکے حق میں تھیں حضور نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ۱۹۳۳ء کا جلسہ رمضان کے دنوں میں ماہ دسمبر کے آخر میں ہی منعقد ہو۔ اس سے مشکلات کے متعلق اندازہ ہو جائیگا۔ اور پھر دوسرے سالوں کیمتعلق اس جلسہ کے بعد حالات کو دیکھکر فیصلہ کیا جائیگا۔ کہ رمضان میں ہوں یا نہ ہوں ؛

اسکے بعد تبلیغ بذریعہ تحریر کی تجویز پیش ہوئی۔ حضور نے نمائندگان کی آراء سننے کے بعد یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ اس غرض کے لئے دو ہزار کی رقم بجٹ میں رکھی جائے جس کے لئے آٹھ سو روپیہ تو مبلغین کی مد سفر خرچ سے لیا جائے۔ اور بارہ سو کی رقم احباب جماعت جمع کر دیں۔ اس سے ماہوار اردو اشتہارات اور سہ ماہی انگریزی اشتہارات کا سلسلہ جاری کیا جائے۔ اور انہیں خاص انتظام کے ماتحت بذریعہ ڈاک اور احباب جماعت کے ذریعہ تقسیم کیا جائے۔ حضور نے اپنی طرف سے اس مد میں پانچ روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ فرمایا ؛

اسکے بعد بجٹ کے متعلق سب کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی لیکن چونکہ ۹ بج چکے تھے۔ اور نمائندگان نے مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھنی تھیں اور اس دعوت میں شریک ہونا تھا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے دی تھی۔ اس لئے اجلاس صبح پر ملتوی کر دیا گیا اور حضور نے تمام نمائندگان اور مہمانوں کو جو اس موقعہ پر تشریف لائے ہوئے تھے اپنی کوٹھی دارالحمد میں دعوت طعام میں شریک ہونیکا ارشاد فرمایا۔ آٹھ سو کے قریب اصحاب نے دارالحمد کے صحن میں پول اور چٹائیوں کے فرش پر بیٹھ کر کھانا کھایا۔ حضور نے خود بھی اس مجمع میں رونق افروز ہو کر کھانا تناول فرمایا۔ کھانے کے بعد دعا کی گئی۔ اور پھر اسی جگہ حضور نے مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھائیں ؛

۱۶ر اپریل کی کارروائی

تلاوت اور دعا کے بعد ساڑھے آٹھ بجے اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں سب کمیٹی بجٹ کی رپورٹ اور بجٹ کی مختلف مدات کے متعلق نمائندگان جماعت نے اظہار خیالات کیا۔ اور مفصل گفتگو کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ تعالیٰ نے بجٹ کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق آراء طلب فرمائیں۔ تو کثرت آراء اس کو رد کرنے اور بجٹ کی تمام مدات پر غور کرنیکے لئے ایک اور سب کمیٹی تجویز کرنے کے حق میں شمار ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے کثرت آراء کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ اور ایک مفصل تقریر کے بعد ۱۶ ممبروں کی ایک سب کمیٹی تجویز فرمائی جس میں پانچ ممبر مقامی اور گیارہ بیرونی جماعتوں کے نامزد فرمائے اور ارشاد فرمایا۔ کہ یہ کمیٹی سال میں کئی اجلاس مرکز میں منعقد کرکے بجٹ پر غور کرے۔ حضور خود بھی اس کمیٹی میں شرکت فرمائینگے پہلا اجلاس اس کمیٹی کا محرم کی تعطیلات میں منعقد ہوگا۔ ممبر صاحبان ۵ مئی کی دوپہر تک قادیان پہنچ جائیں۔ لوکل انجمن احمدیہ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ ۵ مئی سے قبل قادیان کے نمائندے ایک تفصیلی رپورٹ تمام مقامی احمدیوں کے متعلق پیش کریں جس میں ہر احمدی کا نام اور اس کے چندہ کی رقم درج ہو۔ اگر ۵ مئی کی صبح تک یہ رپورٹ نہ پہنچی۔ تو لوکل انجمن کے کارکن اپنے آپ کو معطل سمجھیں۔ پھر انکی جگہ اور کارکن مقرر کئے جائینگے ؛

اسکے بعد امور عامہ کی سب کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی۔ جو قادیان میں آکر بے کار رہنے اور سلسلہ کے لئے بار بننے والے لوگوں کے متعلق تھی۔ اس میں ایسے لوگوں کے متعلق ضروری انتظامات کی تجاویز پیش کی گئی تھیں۔ جو بعض ترامیم کے بعد حضور نے کثرت آراء کے مشورہ پر منظور فرمائیں۔ تعاونی سکیم پیش کرنے کے متعلق جو سب کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اسکی رپورٹ بوجہ وقت کی تنگی پیش نہ ہو سکی۔ اس کے متعلق حضور نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ نظارت امور عامہ ایک ماہ کے اندر اندر اسے چھاپ کر نمائندگان جماعت کے پاس بھیجدے۔ اور وہ اپنی آراء لکھکر ایک ماہ کے اندر سب کمیٹی مجوزہ کے پاس بھیجدیں۔ سب کمیٹی ان آراء کو مدنظر رکھکر ایک ماہ میں رپورٹ مرتب کرکے حضور کی خدمت میں ارسال کرے۔ پھر حضور اس بارے میں فیصلہ فرمادیں گے ؛

نظارت اعلیٰ کی ایک تجویز کے متعلق حضور نے فرمایا۔ اس کا اس موقعہ پر پیش کرنا مناسب نہیں۔ اسلئے اس کی اجازت نہیں دی جاتی ؛

اسکے بعد حضور نے اختتامی تقریر فرمائی۔ جس میں تمام نمائندگان کو نصیحت کی۔ کہ وہ خود دین کی خدمت میں پیش از پیش سرگرمی سے حصہ لیں۔ اور جو بھائی سست ہیں۔ انہیں چست بنانے کی کوشش کریں۔ اور اس بارے میں اگر ان کی کوششیں کامیاب نہ ہوں۔ تو مرکز کو اطلاع دیں ؛

اس کے بعد حضور نے دعا فرمائی۔ اور ۲ بجے مجلس مشاورت ختم ہوئی ؛ (الفضل)

(بقیہ مضمون صفحہ ۲ کالم ۳)

اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائیگا۔ گویا اس میں سے پیدا ہوگا۔ وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی۔ کیا یہ انسان کی قدرت ہے۔ کیا یہ میرے اختیار میں تھا۔ اور کیا میں اس وقت موجود تھا۔ جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا۔ تا میں عرض کرتا۔ کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اتار دیجائے۔ اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے۔ کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے۔ اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا۔ کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا۔ کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی ہے۔ اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھدیتا۔ کہ اب میں مریم میں سے عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیزو غور کرو۔ اور خدا سے ڈرو۔ ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں۔ یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں۔ اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا۔ مجھے اس منصوبہ کا

(خیال ہوتا کہ میں براہین احمدیہ کے دوبارہ ایڈیشن میں اپنا نام مریم رکھکر اور پھر اس سے عیسیٰ بن مریم بنکر دکھاؤں گا۔ ۱۲ منہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان مورخہ ۲۱ر اپریل ۱۹۳۳ء

کلام الامام امام الکلام

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اپنی جماعت کو نصیحت

اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے۔ جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے۔ اور اس شخص کو یعنے مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو۔ اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کرو۔ اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔ دوستو! تم اس مسافر خانہ میں محض چند روز کے لئے ہو۔ اپنے اصلی گھروں کو یاد کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک سال کوئی نہ کوئی دوست تم سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ جدائی دے جاؤ گے۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ اور اس پُر آشوب زمانہ کی زہر تم میں اثر نہ کرے۔ اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو۔ کینہ اور بغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ۔ اور اخلاقی معجزات دنیا کو دکھلاؤ۔ تم سُن چکے ہو۔ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں۔ (۱) ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور یہ نام توریت میں لکھا گیا ہے۔ جو ایک آتشی شریعت ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم .... ذالک مثلھم فی التورات۔ (۲) دوسرا نام احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام انجیل میں ہے۔ جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الٰہی ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلالی اور جمالی دونوں کے جامع تھے۔ مکہ کی زندگی جمالی رنگ میں تھی۔ اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں اور پھر یہ دونو صفتیں امت کے لئے اس طرح پر تقسیم کی گئیں۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلالی رنگ کی زندگی عطا ہوئی۔ اور جمالی رنگ کی زندگی کے لئے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ٹھیرایا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے حق میں فرمایا گیا کہ یضع الحرب[1] یعنے لڑائی نہیں کریگا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا قرآن شریف میں وعدہ تھا۔ کہ اس حصہ کے پورا کرنے کے لئے مسیح موعود اور اس کی جماعت کو ظاہر کیا جائیگا جیسا کہ آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ اور آیت تضع الحرب اوزارھا بھی یہی اشارہ کر رہی ہے۔ سو ہشیار ہو کر سنو۔ کہ تیرہ سو برس کے بعد جمالی طرز کی زندگی کا نمونہ دکھلانے کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے[2]۔ یہ خدا کا امتحان ہے۔ اور وہ تمہیں آزماتا ہے۔ کہ تم اس نمونہ کے دکھلانے میں کیسے ہو۔ تم سے پہلے جلالی زندگی کا نمونہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قابل تعریف دکھلایا۔ اور وہ ایسا ہی مقتضی تھا۔ کہ جلالی طرز کی زندگی کا نمونہ دکھلایا جاتا کیونکہ ایماندار لوگ بتوں کی تعظیم کے لئے اور مخلوق پرستی کی حمایت میں بھیڑ بکری کی طرح قتل کئے جاتے تھے۔ اور پتھروں اور ستاروں اور عناصر اور دوسری مخلوق کو خدا کی جگہ دی تھی۔ سو وہ زمانہ بے شک جہاد کا زمانہ تھا۔ تا جو لوگ ظلم سے تلوار اٹھاتے ہیں۔ وہ تلوار ہی سے قتل کئے جائیں۔ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے تلوار ہی سے قتل کئے جانے کو اختیار کیا۔ اور تلوار اٹھانے والوں کو تلوار ہی سے خاموش کیا۔ اور اسم محمد جو مظہر جلال اور شان محبوبیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کی تجلی ظاہر کرنے کے لئے خوب جوہر دکھلائے۔ اور دین کی حمایت میں اپنے خون بہا دیئے۔ پھر بعد اس کے وہ کذاب پیدا ہوئے۔ جو اس محمد کا جلال ظاہر کرنے والے نہیں تھے۔ بلکہ اکثر ان کے چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح تھے۔ جو مجھ سے پہلے

---

[1] جہاد یعنے دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی۔ کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا۔ اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا۔ اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دیکر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا۔ اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔ منہ

[2] علوم اور معارف بھی جمالی طرز میں داخل ہیں۔ اور قرآن شریف کی آیت لیظھرہ علی الدین کلہ میں وعدہ تھا۔ کہ یہ علوم اور معارف مسیح موعود کو اکمل اور اتم طور پر دیئے جائیں گے۔ کیونکہ تمام دینوں پر غالب ہونے کا ذریعہ علوم حقہ اور معارف صادقہ اور دلائل بیّنہ اور آیات قاہرہ ہیں اور غلبہ دین کا انہیں پر موقوف ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ جو کہا گیا کہ ان دنوں میں بیت اللہ کے نیچے سے ایک بڑا خزانہ نکلے گا۔ یعنی بیت اللہ کے لئے جو خدا کو غیرت ہے۔ وہ تقاضا کریگی۔ جو بیت اللہ سے روحانی معارف اور آسمانی خزائن ظاہر ہوں۔ یعنی جب مخالفوں کے ظالمانہ حملے بیت اللہ کی عزت کا انہدام چاہیں گے۔ تو اس انہدام کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس کے نیچے سے ایک بھاری خزانہ نکل آئیگا۔ جو معارف کا خزانہ ہوگا۔ اور یہ بیت اللہ پر موقوف نہیں۔ بلکہ قرآن کے ہر ایک ایسے فقرہ کے نیچے ایک خزانہ ہے۔ جس کو کافروں کے ہاتھ مخالفانہ حربہ سے منہدم کر کے جھوٹ کے رنگ میں دکھانا چاہتے ہیں۔ کوئی مسلمان نہ بیت اللہ کو گرائیگا۔ اور نہ قرآنی عمارت کو گرانا چاہیگا۔ بلکہ حدیث کے مضمون کے موافق کافر لوگ اس عمارت کو گرا رہے ہیں۔ اور اس کے نیچے سے خزانے نکل رہے ہیں۔ میں کافر کو بھی اس وجہ سے دوست رکھتا ہوں کہ ان کے ذریعہ سے بیت اللہ اور کتاب اللہ کے پوشیدہ خزانے ہمیں مل رہے ہیں۔ اور ان معنوں کو تائید رکھکر ایک اور معنے بھی اس جگہ ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے

(باقی بقیہ صفحہ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گذر گئے۔ جو جھوٹے طور پر محمدی کہلاتے تھے۔ اور لوگ ان کو خود غرض سمجھتے تھے۔ جیسا کہ آج کل بھی بعض سرحدی نادان اس قسم کے مولویوں کی تعلیم سے دھوکہ کھا کر محمدی جلال کے ظاہر کرنے کے بہانہ سے لوٹ مار اپنا شیوہ رکھتے ہیں۔ اور آئے دن ناحق کے خون کرتے ہیں۔ مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو۔ کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں رہی۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے۔ اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر ہیں ہوں۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے۔ یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں۔ اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبیل موسیٰ بھی تھے۔ اور تبیل عیسیٰ بھی موسیٰ جلالی رنگ میں آیا تھا۔ اور جلال اور الٰہی غضب کا رنگ اس پر غالب تھا۔ مگر عیسیٰ جمالی رنگ میں آیا تھا۔ اور فروتنی اس پر غالب تھی۔ سو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی مکی اور مدنی زندگی میں یہ دونوں نمونے جلال اور جمال کے ظاہر کر دیئے۔ اور پھر چاہا۔ کہ آپ کے بعد آپ کی نیضیافتہ جماعت بھی جو آپ کے روحانی وارث ہیں۔ انہی دونوں نمونوں کو ظاہر کرے سو آپ نے محمدی یعنی جلالی نمونہ دکھلانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا۔ کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی مظلومیت کے لئے یہ علاج قرین مصلحت تھا۔ پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا۔ اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام پر جبر کرے۔ اس لئے خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا۔ یعنی جمالی رنگ دکھلانا چاہا۔ سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق دنیا میں مسیح موعود کو پیدا کیا۔ جو علیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے۔ اور خدا نے تمہیں اس علیٰ احمد صفت کے لئے بطور اعضاء کے بنایا۔ سو اب وقت ہے۔ کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حسن اور جمال دکھلاؤ۔ چاہیئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کے لئے عام ہمدردی ہو۔ اور کوئی حیل اور دھوکہ تمہاری طبیعت میں نہ ہو۔ تم اسم احمد کے مظہر ہو۔ سوچاہیئے۔ کہ دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو۔ اور خادمانہ حالت جو حامد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو۔ اور تم کامل طور پر خدا کی کیونکر حمد کر سکتے ہو۔ جب تک تم اس کو رب العالمین یعنی تمام دنیا کا پالنے والا نہ سمجھو۔ اور تم کیونکر اس اقرار میں سچے ٹھیر سکتے ہو۔ جب تک ایسا ہی اپنے تئیں بھی نہ بناؤ۔ کیونکہ اگر تو کسی نیک صفت کے ساتھ کسی کی تعریف کرتا ہے۔ اور آپ اس صفت کے مخالف عقیدہ اور خلق رکھتا ہے۔ تو گویا تو اس شخص سے ٹھٹھا کرتا ہے۔ کہ جو کچھ اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ اس کے لئے روا رکھتا ہے۔ اور جب کہ تمہارا رب جس نے اپنی کلام کو رب العالمین سے شروع کیا ہے۔ زمین کی تمام خوردنی و آشامیدنی اشیاء اور نضار کی تمام ہوا اور آسمانوں کے ستاروں اور اپنے سورج اور چاند سے تمام نیک و بد کو فائدہ پہنچاتا ہے تو تمہارا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ یہی خلق تم میں بھی ہو۔ ورنہ تم احمد اور حامد نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ احمد تو اس کو کہتے ہیں۔ کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا ہو۔ اور جو شخص کسی کی بہت تعریف کرتا ہے۔ وہ اپنے لئے ہی خلق پیدا کرتا ہے۔ جو اس میں ہیں۔ اور چاہتا ہے کہ وہ خلق اس میں ہوں۔ پس تم کیونکر سچے احمد یا حامد ٹھہر سکتے ہو۔ جبکہ اس خلق کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ حقیقت میں احمدی بن جاؤ۔ اور یقیناً سمجھو۔ کہ خدا کی اصلی اخلاقی صفات چار ہی ہیں۔ جو سورہ فاتحہ میں مذکور ہیں۔ (۱) رب العالمین۔ رب کا پالنے والا۔ (۲) رحمٰن۔ بغیر عوض کسی خدمت کے خود بخود رحمت کرنے والا۔ (۳) رحیم۔ کسی خدمت پر حق سے زیادہ انعام اکرام کرنے والا۔ اور خدمت قبول کرنے والا۔ اور ضائع نہ کرنے والا۔ (۴) اپنے بندوں کی عدالت کرنے والا۔ سو احمد وہ ہے۔ جو ان چاروں صفتوں کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کر لے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ احمد کا نام مظہر جمال ہے۔ اور اس کے مقابل پر محمد کا نام مظہر جلال ہے۔ وجہ یہ کہ اسم محمد میں سر محبوبیت ہے۔ کیونکہ جامع محامد ہے۔ اور کمال درجہ کی خوبصورتی اور جامع المحامد ہونا جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے۔ لیکن اسم احمد میں سر عاشقیت ہے۔ کیونکہ حامدیت کو انکسار اور عشقی تذلل اور فروتنی لازم ہے۔ اسی کا نام جمالی حالت ہے۔ اور یہ حالت فروتنی کو چاہتی ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نشان محبوبیت بھی ہے جس کا اسم محمد مقتضی ہے۔ کیونکہ محمد ہونا یعنے جامع جمیع محامد ہونا شان محبوبیت پیدا کرتا ہے۔ اور اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں شان محبیت بھی تھی۔ جس کا اسم احمد مقتضی ہے۔ کیونکہ حامد کے لئے محب ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک شخص کسی کی سچی اور کامل تعریف تب ہی کرتا ہے۔ جب کہ اس کا محب بلکہ عاشق ہو۔ اور عاشق اور محب ہونے کے لئے فروتنی لازم ہے۔ اور یہی جمالی حالت ہے۔ جو حقیقت احمدیہ کو لازم پڑی ہوئی ہے۔ محبوبیت جو اسم محمد میں مخفی تھی۔ صحابہ کے ذریعہ سے ظہور میں آئی۔ اور جو لوگ ہتک کرنے والے اور گردن کش تھے۔ محبوب الٰہی ہونے کے جلالی نے ان کی سرکوبی کی۔ لیکن اسم احمد میں شان محبیت تھی۔ یعنی عاشقانہ تذلل اور فروتنی۔ یہ شان مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئی۔ سو تم شان احمدیت کے ظاہر کرنے والے ہو۔ لہذا اپنے ہر ایک بے جا جوش پر موت وارد کرو۔ اور عاشقانہ فروتنی دکھلاؤ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ آمین ؛

(اربعین نمبر ۴)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳:۔ الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جس قدر اس بیت اللہ کو مخالف گرانا چاہیں گے۔ اس میں سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہر ایک ابتلا کے وقت ضرور خزانہ نکلتا ہے۔ اور اس بارے میں الہام یہ ہے:۔

بکے پائے من مے بوسید دامن میگفتم کہ حجر اسود منم منا

فائدہ: ناظرین خطوط کتابت کے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن

مباحثہ گنج

مسئلہ حیات و ممات مسیح ناصری

از سعدی لاہور

(گذشتہ سے پیوستہ)

حیات مسیح پر غیر احمدیوں کی دوسری دلیل

خدائے تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قل فمن یملک من اللہ شیئاً ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعاً ۔ یعنی تو کہدے۔ پھر کس کا کچھ چلتا ہے اللہ سے اگر وہ چاہے۔ کہ ہلاک کرے مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں کو اور زمین کے تمام لوگوں کو۔ پس ان آیات سے بھی بتصریح یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تا ایں دم زندہ ہیں۔ کیونکہ اگر وہ فوت شدہ ہوتے۔ تو اللہ تعالیٰ یوں نہ فرماتا۔ کہ اگر میں اس کے مارنے کا ارادہ کروں۔ تو مارنے پر قادر ہوں۔ بلکہ یوں فرماتا۔ کہ میں نے حضرت عیسیٰ کو فوت کردیا ہے۔ پس "ان" یعنی اگر اور صیغہ مضارع جو یھلک میں ہے کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر کرنا صاف اس پر دلالت ہے۔ کہ حضرت مسیح ابھی تک فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ بجسد عنصری تا ایں دم موجود ہیں۔ یہ آیت بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کی ایک زبردست دلیل ہے ؛

دلیل سوم ،

قرآن شریف کی آیات مبینہ سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ چکا ہے۔ کہ حضرت مسیح بجسد عنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی شہادت کے بعد ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کو پیش کرتے ہیں۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور وہی آسمان سے واپس نزول فرماوینگے۔ چنانچہ نبی کریم فرماتے ہیں۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم (بخاری) تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب تم میں ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ درحالانکہ تم میں تمہارا امام ہوگا۔ پس دیکھو کیسے صاف الفاظ میں آنحضرت صلعم نے شہادت دی ہے۔ کہ ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ اس حدیث شریف میں "ابن مریم" اور "من السماء" کے الفاظ خاص قابل غور ہیں۔ ابن مریم سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کون ہے۔ اور آسمان پر جانے والے بھی حضرت عیسیٰ ہی ہیں۔ اور ان کا ہی آسمان سے اترنا نبی کریم صلعم قرار دے رہے ہیں۔ پس یہ حدیث ہر ایک شک وشبہ کو دور کرتی ہوئی آیت بینہ کی طرح ثبوت دے رہی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ بجسد عنصری آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں۔ اور وہی نزول کرینگے ؛

احمدیوں کی طرف سے دوسری دلیل کا جواب

ہمارے مدمقابل کی پیش کردہ دوسری دلیل ہمارے مدعا کے قطعاً مخالف نہیں۔ بلکہ الٹا انہی کے دعویٰ باطلہ کو رد کر رہی ہے۔ کیونکہ

(۱) اگر اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ تو لامحالہ ایسی زندگی حضرت مریم صدیقہ اور دوسرے اہل دنیا کی بھی پایہ ثبوت تک پہنچتی ہے۔ کیونکہ ان سب کے مارے جانے کا ارادہ بھی لفظ "ان" یعنی "اگر" کے ساتھ ہی مشروط ہے۔ یہی تو ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح کے زندہ رہنے کی بے مثل خصوصیت کو توڑ اور اس بے مثل زندگی میں حضرت مریم اور دوسرے اہل دنیا کو شریک نہ مانو۔ پھر واقعی حضرت مسیح کی خدائی خدائی نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ ان کا بے مثل اور لاشریک ہونا ٹوٹ گیا۔ لیکن افسوس تو یہ ہے۔ کہ خدا کا حضرت مریم اور دوسرے تمام لوگوں کو جو یقیناً مرچکے ہیں۔ ایک ہی آیت میں شامل کرنا تو اتحاد اور امر واقعہ پر دلیل ہے۔ تا معلوم ہو۔ کہ حضرت مسیح ان کی ماں اور اس کے زمانہ کے دوسرے تمام لوگ مرچکے ہیں۔ اور یہاں اس اتحاد امر واقعہ سے حضرت مسیح کو خارج کیا جارہا ہے۔ وہ کونسا لفظ ہے۔ جس سے حضرت مسیح اس اتحاد سے خارج قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ خدارا کچھ تو تقویٰ سے بھی کام لو۔ آخر ایک دن مرنا ہے۔ بلکہ کسی مضبوط اور یقینی وجہ سے کیوں خدا کے کلام میں تحریف کرتے ہو۔ سوچو سوچو۔ اور خدارا سوچو ؛

(۲) دعویٰ تو یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح بجسد عنصری زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ اور دلیل یہ دی جارہی ہے۔ کہ اگر خدا ارادہ کرے۔ تو حضرت مسیح اور اس کی ماں وغیرہ کو مار دے۔ یہ دلیل دعویٰ پر کیونکر منطبق ہو سکتی ہے۔ دعویٰ میں تو آسمانی زندگی اور دلیل میں مارنے کا ارادہ۔ کچھ سمجھ نہیں آتی۔ کہ سچائی کی مخالفت میں عقل اور سمجھ پر اس قدر پردہ کیوں پڑجاتا ہے۔ کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں وہ امور پیش کئے جاتے ہیں۔ جو امور دعویٰ سے کچھ جوڑ یا تعلق رکھتے ہی نہیں ؛

(۳) خدا تعالیٰ تو یہاں فرمارہا ہے۔ اگر میں مسیح اس کی ماں اور اہل دنیا کو یکدم ماردوں۔ تو مجھے کون روک سکتا ہے۔ یہاں پر تو خدا نے اپنی جبروت اور اپنے مختار کل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ مسیح کی زندگی کا تو یہاں کوئی محل وموقع ہی نہیں۔ اور اگر کہو۔ کہ "یکدم" تم نے کہاں سے نکال لیا۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ اسلوب عبارت "یکدم" نکالنے پر مجبور کرتی ہے۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا ارادہ نہیں۔ کہ باری باری سب کو مار دے۔ اور کیا خدا سب کو باری باری مار نہیں رہا۔ اور جب ایسا کر رہا ہے۔ تو پھر اس فرضیت کا کیا مطلب ہوا۔ اس فرضیت کا ہونا ہی ثابت کر رہا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی روزمرہ عادت کے بظاہر برخلاف ایک امر ہے۔ جس کو اگر خدا تعالیٰ ارادہ کرے۔ تو کرسکتا ہے۔ اور وہ امر سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ سب کو یکدم ہلاک اور مار دے چنانچہ آیت میں لفظ جمیعاً بھی موجود ہے۔ باری باری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حسب عادتِ مستمرہ ماننے کا قطعاً یہاں کوئی ذکر ہی نہیں پس جب کہ ایسا ہی نہیں۔ تو مسیح کی زندگی کیونکر ثابت ہوگئی۔ فتدبروا۔

تردید دلیل سوم

دلیل سوئم میں مولوی صاحب نے بیہقی سے یہ حدیث پیش کی ہے۔ کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہونگے۔ اس لئے لازمی طور پر وہ آسمان پر موجود ہیں۔ اور مولوی صاحب نے نہایت زور دیا ہے۔ کہ دیکھو اس حدیث میں آسمان کا لفظ موجود ہے۔ لیکن افسوس اور بہت افسوس ہے۔ کہ محض لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اپنی بات کے ثبوت میں وہ حدیث پیش کی ہے۔ جو بذات خود مستقل حدیث ہی نہیں۔ بلکہ اس حدیث کے آخر میں امام بیہقیؒ نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ رواہ البخاری" یعنی یہ بخاری نے روایت کی ہے۔ یعنی ساری حدیث لفظ بلفظ بخاری کی نقل ہے۔ حالانکہ صحیح بخاری کو دیکھا جاوے۔ تو وہاں من السماء کے الفاظ قطعاً موجود نہیں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ "من السماء" کے الفاظ حدیث کا حصہ نہیں۔ امام بیہقی کی اپنی ذاتی تشریح ہے۔ دعویٰ تو یہ کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ بجسد عنصری بیٹھے ہیں۔ اور وہی آسمان سے دوبارہ نازل ہوں گے۔ اور دلائل میں ایسی کمزوری اور اثبات دعویٰ میں ایسا بودا پن۔ کہ جس بات پر اپنی بنیاد کو قائم کیا جاتا ہے۔ وہ بجائے خود ایک مستقل دعویٰ ہے جو زبردست دلائل کا محتاج ہے۔ کیونکہ تاوقتیکہ قطعۃ الدلالت ثبوتوں سے اس بات کو ثابت نہ کیا جاوے۔

کہ نبی کریم صلعم نے "من السماء" کا لفظ ارشاد بھی فرمایا ہے۔ یا نہیں۔ اس کو بطور دلیل اور ثبوت دعویٰ میں پیش کرنا ہر طرح سے باطل ہے۔

بھلا امام بیہقیؒ کی ذاتی تشریح سے ہمیں کیا واسطہ ہمیں تو قرآن شریف اور احادیث نبویہ سے "من السماء" کے الفاظ لکھے ہوئے تسلی دے سکتے ہیں۔ ورنہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ لوگوں کا سارا دارومدار صرف اپنے ذاتی خیالات اور تشریحات پر مبنی ہیں۔ قرآن شریف اور احادیث نبویہ سے آپ کے ہاتھ میں کوئی یقینی اور پکی بات موجود نہیں۔ پھر امام جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ پر اس حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں۔ واخرج احمد والبخاری و المسلم والبیہقی فی الاسماء والصفات قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم" امام مذکور کا باوجود بیہقی کی محولہ بالا عبارت کو دیکھنے کے "من السماء" چھوڑ دینا بتاتا ہے۔ کہ "من السماء" حدیث کا حصہ نہیں۔ یا تو امام بیہقیؒ کی ذاتی تشریح ہے۔ جیسا کہ بعض لوگ کر دیا کرتے ہیں۔ یا کسی خوش فہم کاتب نے جیسا کہ کسی اور نے خرموسے صاعقہ کی جگہ خرعیسے لکھکر قرآن شریف کی تصحیح کر دی تھی۔ اب بھی "من السماء" کے الفاظ بعد میں اپنی طرف سے جڑ دیئے ہیں۔ غرض "من السماء" کے الفاظ چونکہ صحاح ستہ کی کسی ایک حدیث میں بھی موجود نہیں۔ اس لئے وہ قطعاً اس قابل ہی نہیں۔ کہ ان کو بمقابل دیگر احادیث نبویہ کے قبول کیا جاوے ؛

اور یہ کہنا کہ ابن مریم سے وہی ابن مریم مراد ہے۔ جو رسول الی بنی اسرائیل تھا۔ ایک دھوکا ہے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ میں کہاں وہ تخصیص موجود ہے۔ جس کی وجہ سے ابن مریم وہی نبی ابن مریم ہو۔ جو صاحب انجیل رسول اللہ تھا۔ اگر ہے۔ تو پیش کرو۔ ورنہ یونہی مخلوق خدا کو گمراہ نہ کرو۔ کیا ایک ہی نام کے دو بلکہ کئی ایک افراد نہیں ہوا کرتے۔ کیا ابن مریم کا نام صرف حضرت مسیح ناصری سے ہی مخصوص ہے۔ اگر مخصوص ہے۔ تو اس حدیث کے کیا معنی ہیں جو صحیح بخاری میں ہیں۔ کہ بغیر عیسیٰ بن مریم کے کوئی مس شیطان سے محفوظ نہیں رہا۔ کیا نعوذ باللہ آنحضرت صلعم اور دوسرے تمام انبیاء بھی مس شیطان سے محفوظ نہیں۔ پس لازماً ماننا پڑے گا۔ کہ ابن مریم کا نام صرف حضرت مسیح ناصری سے ہی مخصوص نہیں بلکہ تمام وہ لوگ جو کم و بیش عیسیٰ بن مریم کے رنگ میں رنگین ہیں۔ یعنی روح القدس سے حصہ لینے والے اور خدا تعالیٰ سے پاک تعلق رکھنے والے ہیں وہ سب مس شیطان سے محفوظ اور بالکل معصوم ہیں۔ اور سب ابن مریم ہی ہیں۔ پس چونکہ خدا اور رسول اللہ صلعم کے نزدیک صرف حضرت مسیح ناصری ہی ابن مریم کہلانے اور نام پانے میں مخصوص نہیں۔ بلکہ ایک اور بھی باعتبار ظہور بعین صفات کاملہ کے اس نام پانے کا کھلے طور پر مستحق اور عہدیافتہ ہے۔ اس لئے محض ابن مریم کے نام آنے سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ اس نام "ابن مریم" سے حضرت مسیح ناصری ہی مراد اور مقصود بالذات ہیں۔ تاوقتیکہ بعض امتیازی خصوصیات اور علامات کے ساتھ اس نام کو حضرت مسیح ناصری کی ذات کے ساتھ مخصوص نہ کر دیا جاوے۔ اور آنے والے ابن مریم کے لئے قرآن شریف اور احادیث نبویہ نے ایسے امتیازی نشانات قرار دیئے ہیں۔ کہ ممکن ہی نہیں۔ کہ آنیوالے ابن مریم سے وہ ابن مریم مراد ہو۔ جو مسیح ناصری صاحب انجیل اسرائیلی!

(باقی آئندہ پرچہ میں ان شاء اللہ)

ابن مریم مسیح ناصری کی خصوصیات جو اس کو آنیوالے ابن مریم سے جدا اور ممیز کر رہی ہیں ؛	آنے والے مسیح ابن مریم کی خصوصیات جو اس کو مسیح ناصری سے ممیز اور جدا کر رہی ہیں ؛
(۱) حضرت مسیح ناصری کا حلیہ۔ سرخ رنگ۔ گھنگریلے بال اور چوڑے سینے والا (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)	(۱) آنے والے ابن مریم کا حلیہ۔ گندمی رنگ۔ لمبے بال اور درمیانہ قد (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۲)
(۲) حضرت مسیح ناصری پیدائشاً اسرائیلی تھے۔ اور صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کیلئے آئے تھے۔ اور آپ کی رسالت و نبوۃ مختص الوقت اور مختص القوم تھی۔ اور حضرت مسیح ابن مریم صرف توریت کے مصدق۔ توریت کے ہی عامل۔ اور صرف موسوی دین کو ہی بنی اسرائیل میں ترویج دینا ان کا کام تھا۔ تمام دیگر ادیان سے ان کو کچھ واسطہ اور تعلق نہ تھا ؛	(۲) آنے والا مسیح ابن مریم بوجہ امتی ہونے کے پیدائشاً محمدی اور مسلمان ہے۔ اور صرف امت محمدیہ کے لئے نہیں بلکہ سب قوموں کی اصلاح کیلئے اور قیامت تک کے زمانہ کیلئے آنیوالا ہے۔ وہ قرآن کا مصدق قرآن کا ہی عامل اور صرف قرآن اور دین اسلام کو سب ادیان پر غالب کرنے والا ہے۔ آیت "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" اور سورۃ استخلاف میں لفظ منکم اور احادیث نبویہ میں "فیکم اور منکم"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن مریم مسیح ناصری کی خصوصیات جو اس کو آنے والے ابن مریم سے جدا اور ممیز کر رہی ہیں۔

(۳) حضرت مسیح ناصری بوجہ کسی سابق نبی کے خاتم النبیین نہ ہونے کے مستقل۔ براہ راست۔ بغیر استفاضہ۔ از خود یعنی صرف نبی ہیں۔ یا دوسرے الفاظ میں حضرت مسیح ناصری مستقل نبی ہے۔ امتی اور بالواسطہ نبی نہیں ؛

(۴) حضرت مسیح ابن مریم کا اسم اعظم جسے خدائے تعالیٰ نے آپ کو قرآن شریف میں بار بار مخاطب کیا۔ وہ عیسیٰ ہے ؛

(۵) حضرت مسیح ابن مریم کو آنحضرت صلعم نے معراج کی رات حضرت یحییٰ کے پاس آسمان پر بیٹھے دیکھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اسرائیلی ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے آپ کو فوت شدہ انبیاء میں آسمان پر دیکھا ؛

(۶) حضرت مسیح ابن مریم کو آنحضرت صلعم نے معراج کی رات السلام علیکم کہدیا۔ اور وفات کے بعد جب حضور آسمان پر گئے۔ تو ضرور حضرت مسیح اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو سلام کہا۔ اور ان کا سلام لیا ہے۔ سلام کہتے اور لیتے رہتے ہیں ؛

پس جب کہ مسیح ناصری اور آنے والے مسیح ابن مریم کے درمیان ان کے حلیوں میں فرق ہے۔ ان کے منصب میں فرق ہے۔ ان کے اسم اعظم میں فرق ہے۔ ان کی شان اور حیثیت میں فرق ہے۔ تو لازماً ماننا پڑتا ہے۔ کہ آنے والا مسیح ابن مریم قطعاً اور یقیناً مسیح ناصری نہیں ؛

اور نزول کے لفظ سے یہ دھوکا کھانا کہ حضرت عیسیٰ ہی بجسد عنصری آسمان سے نازل ہونگے۔ بالبداہت باطل ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں جہاں تمام چارپایوں اور خود حضرت سرور کائنات صلعم کی نسبت نزول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ حالانکہ نہ لوہا۔ نہ تمام چارپائے نہ خود حضرت سرور کائنات صلعم براہ راست آسمان سے

آنے والے مسیح ابن مریم کی خصوصیات جو اس کو مسیح ناصری سے ممیز اور جدا کر رہی ہیں۔

کے الفاظ صاف اور صریح مسیح موعود کو مسیح ناصری سے جدا اور ممیز کر رہے ہیں۔

(۳) آنے والا مسیح ابن مریم بوجہ ختم نبوۃ کے صرف نبی نہیں۔ بلکہ باوجود نبی ہونے کے امتی بھی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں۔ آنے والا عیسیٰ ابن مریم امتی اور بالواسطہ نبی ہے۔ مستقل از خود صرف نبی نہیں۔ بلکہ باوجود نبی ہونیکے امتی بھی ہے ؛

(۴) آنے والے مسیح ابن مریم کا اسم اعظم جس سے خدائے تعالیٰ اور نبی کریم صلعم نے اس کو مخاطب اور یاد کیا۔ وہ احمد ہے۔ (سورہ صف۔ حدیث اسمہ کاسمی و یدفن معی فی قبری اور الہامات مسیح موعود)

(۵) آنے والے مسیح ابن مریم کو آنحضرت صلعم نے اپنے کشف صریح میں زمین پر اکیلا دو فرشتوں یا بموجب ایک حدیث دو آدمیوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ وہ ابن مریم ابھی پیدا ہونے والا ہے ؛

(۶) آنے والے مسیح ابن مریم کو آنحضرت صلعم نے کہی آئندہ زمانہ میں اپنا سلام پہنچانے کے لئے اپنی امت کو تاکید کی جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنے والا مسیح ابن مریم مسیح ناصری نہیں۔ بلکہ اور ہے۔ جس کو آنحضرت صلعم کا ابھی سلام پہنچنا ہے ؛

نازل ہوئے۔ بلکہ زمین پر ہی پیدا ہوئے۔ علاوہ ازیں نزول کا لفظ در اصل آسمان سے اترنے کے معنوں کے لئے موضوع نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو مسافروں کے نزول کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ سو یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ کہ اصل موضوع کو چھوڑ دیویں۔ اور قرآن کی بینات کو رد کریں۔ اور ہم کسی حدیث صحیح میں آسمان کا لفظ بھی نہیں پاتے۔ اور نہ ہی آپ کے پیش کردہ نزول کی نظیر ہم پہلے کسی جگہ پاتے ہیں۔ پس کچھ شک نہیں۔ کہ آپ کے عقیدہ باطلہ کو کئی بیماریاں لگی ہوئی ہیں۔ قرآن کی بینات کے مخالف ہے۔ اور ختم نبوت کی تکذیب کرتا ہے۔ قوم عرب کے محاورات کے منافی پڑا ہوا ہے۔ احادیث نبویہ کے برعکس ہے سنت اللہ اور سنن انبیاء کے صریح برخلاف ہے۔ پس حیات مسیح بجسد عنصری کا عقیدہ من کل الوجہ باطل اور لغو ہے۔ اور اس قابل نہیں۔ کہ اس کو کوئی وقعت دیجاوے +

(باقی دارد)

عیسائی مشن

ابن مریم کے ابن اللہ ہونیکی حقیقت

یوں تو تمام کے تمام مذاہب اسلام کے سوا بالکل اس درخت کی مانند ہیں۔ جو اندر سے کھوکھلا اور اس کی جڑوں کو بھی دیمک نے کھا لیا ہو۔ لیکن عیسائیت کا بدنما درخت بالکل اس خشک گھاس کے تنکے کی طرح ہے۔ کہ جو ذرا ہوا چلے تو فوراً اپنی جگہ سے اکھڑ کر ادھر اُدھر ہوا میں اڑنے لگ جاتا ہے ؛

ان کے عقائد کا دارومدار اور ان کی نجات کا انحصار صرف اور محض ابن مریم کے ابن اللہ ہونے پر ہے۔ یعنی اس کو بھی خدا کا شریک اور اپنا منجی قرار دیتے ہیں۔ جو قیامت کے دن عدل کی کرسی پر بیٹھ کر ان کا عدل کریگا۔

اس وقت میں اختصار کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اس کے ابن اللہ ہونے کی حقیقت کیا ہے۔ اور انہیں کی انجیل مقدس سے اس امر کا ثبوت دوں گا۔ ملاحظہ ہو۔ لوقا باب ۱ آیت ۳۵ :۔

"اور فرشتے نے جواب میں اس سے کہا۔ کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالیگی۔ اور اس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے۔ خدا کا بیٹا کہلائے گا"

اس عبارت سے واضح ہو گیا۔ کہ آپ ابن اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان معنوں میں ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی قدرت سے آپ پیدا ہوئے۔ اور بن باپ پیدا ہوئے۔ اب اس کا ثبوت کہ آپ صرف بن باپ پیدا ہونے کی وجہ سے اور روح القدس کے نزول اور خدا تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہونے کی وجہ سے ابن اللہ کہلائے۔ لوقا باب ۳ آیت ۳۸ و ۳۷ کی یہ عبارت ہے۔ ابن مریم کا نسب نامہ بیان کرتے کرتے آخر میں لکھا ہے۔ کہ:۔

۳۷ "اور وہ متوسلا کا اور وہ حنوک کا
اور وہ یرد کا اور وہ مہلیل ایل کا
۳۸ اور وہ قینان کا اور وہ انوش کا
اور وہ شیث کا اور وہ آدم کا
اور وہ خدا کا تھا"

اب بات بالکل صاف ہو گئی۔ آدم کا چونکہ باپ کوئی نہ تھا۔ اس لئے آدم ابن اللہ کہلائے۔ مسیح کا بھی چونکہ کوئی باپ نہ تھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہوئے۔ اس لئے ابن اللہ کہلائے۔

اب عیسائیوں کو دو راہوں میں سے ایک راہ ضرور اختیار کرنی پڑیگی۔

(۱) آدم کو بھی اقنوم رابع بنائیں۔ یعنی خدا ابن مریم آدم اور روح القدس چاروں ملکر ایک خدا:

(۲) یا پھر ابن مریم کو بھی آدم کی طرح خدا کا بندہ اور خدا کا مامور اور خدا کا نبی ہی تسلیم کریں۔ اور خدا تعالیٰ کا شریک ٹھیرا کر شرک کا کلنک اپنے ماتھے پر نہ لگائیں۔ دیکھیں عیسائی اب کونسی راہ اختیار کرتے ہیں:

(صالح محمد مولوی فاضل)

آخری اطلاع:۔ جن خریداران کا چندہ ۲۸ر مارچ ۳۳ء کو ختم ہو چکا ہے۔ اور نئی جلد نمبر ۱۸ مورخہ ۷ر اپریل ۳۳ء سے ان کا نیا سال شروع ہوتا ہے۔ اور جن کے ذمہ بقایا سالگذشتہ واجب ہے وہ اپنا چندہ سال رواں و بقایا سال گذشتہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ بخشیں۔ اور جو آئندہ فاروق لینا نہ چاہیں۔ تو وہ ازراہ کرم بذریعہ م

* دفتر فاروق میں اطلاع دیں۔ ورنہ فاروق کا ۲۸ر اپریل کا پرچہ جسکے نام دی پی کیا جائیگا۔ واپس فاروق

دیانندی مشن

آریہ ویر کے مرزائی نمبر پر ایک نظر

اور

مہاشہ چیرنجی لال جی کا دجل

خود کو بھولے اور خدا ہی میں آ گئے
منہ بھی یوں آئے کہ منہ کی کھا گئے

مہاشہ چیرنجی لال جی آریہ ویر کے مرزائی نمبر میں نہایت فریبانہ انداز میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"قادیانی بھی عجیب مٹی سے بنے ہوئے ہیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ ۵ر مارچ کو ہندوؤں میں خاص طور پر تبلیغ کی جائے۔ چنانچہ اس کے لئے انہوں نے کئی اشتہار پمفلٹ شائع کرنے کے علاوہ کئی جگہ جلسے کر کے تقریریں کیں۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ انہیں کبھی آریہ سماجی کے پاس جا کر تبلیغ کرنے (کی) توفیق نہیں ہوئی۔ ہوتی بھی کیسے؟ وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ آریہ سماجی لوہے کے چنے ہیں۔ انہیں چبانا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں"

احمدی شرماتے: یہ سنت قدیمہ ہے۔ کہ حق کے مخالف ہمیشہ جھوٹ کی نجاست پر منہ مارا کرتے ہیں۔ وہ ابن الوقت بن کر اپنے ہی ہاتھوں کی لکھی ہوئی تحریرات کو بھول جاتے ہیں۔ یا پرلے درجے کی جہالت اور بیحیائی کے ساتھ عام لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ یہی حال مہاشہ چیرنجی لال کا ہے۔ کہ وہ جب احمدیت کے مقابل کوئی تحریر شائع کرتے ہیں۔ تو تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھ کر شرم و حیا کو جواب دے کر انسانیت اور شرافت کو فراموش کر کے جو منہ میں آئے وہ بک دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ بڑے وثوق کے ساتھ یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ۵ر مارچ کو آریوں کو ان کے پاس جا کر تبلیغ نہیں کی گئی۔ کاشکہ مہاشہ جی اپنی سہو دانی کا ثبوت بہم پہنچانے کی بجائے ذرہ آریہ ویر کے مرزائی نمبر کو سرسری نظر سے دیکھ لیتے۔ تو ان کو اپنی غلطی کا پورا پورا پتہ لگ جاتا۔ اور خواہ مخواہ جگ ہنسائی کا موجب نہ بنتے۔ اگر ان کی ظاہرا بینائی کو بھی تعصب نے چٹ نہیں کر دیا۔ تو ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مہاشہ چیرنجی لال کی تردید مہاشہ سنت رام اجمانی کر رہا ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ اسی مرزائی نمبر میں چیرنجی لال کی یوں درگت بنائی ہے:۔

"آج کل مرزائیوں کو مرزائیت کی تبلیغ کا بہت شوق ہے۔ ۵ر مارچ کو میرے پاس بھی ایک مرزائی آیا۔ میرے اور اس کے درمیان جو گفتگو ہوئی۔ وہ نیچے درج کی جاتی ہے" (آریہ ویر کا مرزائی نمبر صفحہ ۹ کالم ۱)

اگر چیرنجی لال کو حق سے پیار ہوتا۔ تو اس قدر بے حیائی کے ساتھ جھوٹ کی نجاست پر منہ نہ مارتا۔ اگر حکیم گنڈاسل اور کراچی کے آریہ سماجیوں کی بے بسی کا حال معلوم کرتا تو بہتر تھا۔ اس لئے میں چیرنجی لال کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ لکھنے سے پہلے دماغ کو ٹھکانے کر لیا کرے تا ایسا نہ ہو۔ کہ اس کو اپنے گورو دیانند کی طرح بعد میں پچھتانا نہ پڑا کرے۔ مہاشہ جی فرماتے ہیں۔ کہ آریہ لوہے کے چنے ہیں۔ مہاشہ جی یہ بھی خوب کہی۔ ہم ان لوہے کے چنوں کو خوب پہچانتے ہیں۔ ان کی رگ رگ سے واقف ہیں۔ ان کی اصلیت کا ہم کو پورا پورا علم ہے۔ جی تو چاہتا ہے۔ کہ ان لوہے کے چنوں کی قلعی کھول کر رکھ دوں۔ مگر چیرنجی لال کو ایک اور موقعہ دیتے ہوئے اس کے الفاظ میں ہی دیانندی چنوں کی اصلیت بتاتا ہوں۔ اور اس لئے مہاشہ چیرنجی لال کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ خوب کان کھول کر اس کا مطالعہ کرے۔ تنہائی میں بیٹھ کر اس کو دل میں جگہ دے۔ اور آئندہ کے لئے جھوٹ کی نجاست پر منہ نہ مارا کرے:

احمدی احباب بھی ذرا دیانندی لوہے کے چنوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی اصلیت معلوم کرلیں۔ دیکھئے ارشاد ہوتا ہے :-

"مجھے چونکہ باہر سماجوں میں جانے کا اکثر موقعہ ملتا رہتا ہے۔ اس لئے ان کی (وستھا حالت) کو دیکھکر سخت رنج و قلق ہوتا ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے۔ کہ پنجاب میں شاذ ہی کوئی آریہ سماج ہو۔ جس میں دو یا دو سے زیادہ پارٹیاں نہ ہوں۔ کرم کانڈ کی تو کون کہے۔ آریہ سمجھا سد ویدک سدھانتوں سے بھی بالکل کورے ہی نظر آتے ہیں۔ ہاں وقتی لہروں میں بہے چلے جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ کئی سماجوں پر تالے لگ چکے ہیں۔ کئی نیم مردہ حالت میں سسک رہی ہیں۔ . . . . مسلمانوں کے بے شمار فرقوں میں سے ایک فرقہ احمدیہ اور اس فرقہ کے بھی ایک حصے یعنی قادیانیوں کی طرف سے اس وقت ایک درجن کے قریب اخبار اور رسالے نکل رہے ہیں۔ جن میں آئے دن آریہ سماج۔ ویدک دھرم۔ بھگوان دیانند اور آریہ سبھیتا پر سخت سے سخت حملے کئے جاتے ہیں . . . . آئے دن ویدک سدھانتوں کے خلاف کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ جن کی وہ اشاعت بھی خوب کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں کوئی جواب دینے والا نہیں"

(از جہاشہ چرنجی لال پریم ایڈیٹر آریہ مسافر از اخبار آریہ ویر ۱۴ر دسمبر ۱۹۳۰ء صـ۳)

ناظرین فاروق آپ نے دیکھ لیا ہے۔ کہ دیانندی لوگ جنہوں کی اصلیت کیا ہے۔ وہ ویدک عقیدوں اور اصولوں سے بالکل کورے ہیں۔ انکی تعلیم اور سدھانتوں کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑ رہی ہیں۔ وہ یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ احمدی مبلغ دیانندی اصولوں پر سخت سے سخت اعتراض کر رہے ہیں۔ لیکن آریہ کیا کریں۔ مجبور ہیں۔ معذور ہیں۔ جواب دینا ان کی طاقت سے باہر ہے۔ اب آریوں کے لئے رونا اور دانت پیسنا ہی رہ گیا ہے۔ یہی وہ کام تھا۔ جس کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ جس کو حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احسن طور پر سرانجام دیا ہے۔ آریہ سماجی منتروں کی حالت اب ایک مردہ سے زیادہ نہیں ہے ؛

اے دیانند کے تمام چیلو! اگر تم کو دیانند اور وید پیارے ہیں۔ تو میرے ساتھ تحریری مباحثہ کرلو۔ میں بفضلِ خداوند کریم دیانند کے تمام سدھانتوں کی تردید دیانندی لٹریچر سے عموماً اور وید سے خصوصاً کر دکھاؤں گا۔ میں تمام آریہ سماج کے چھوٹے بڑے ودوان جاہل وغیرہ وغیرہ کو مکرر چیلنج کرتا ہوں کہ ان کی رگوں میں خون۔ خون میں حرکت اور حیا کا مادہ ہے۔ تو میرے ساتھ تحریری شاستراتھ کریں۔ دیانند کے جس سدھانت پر بحث کرنا چاہیں کرلیں۔ میں دیانند کے تمام سدھانتوں کو ادیدک ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تیار ہوں۔ کیا کوئی آریہ سماج کا لعل زندہ ہے۔ جو میرے اس چیلنج کو منظور کر کے میدان عمل میں نکلے۔ کہاں ہے بدھ دیو میر پوری۔ کدھر ہے لکشمن نیوگ کی فلاسفی کا دلدادہ راجندر پال پریمی کا قلم کس کونے میں ٹوٹا پڑا ہے۔ پنڈت واچسپتی ایم۔ اے کیوں خاموش ہے۔ رام چندر دہلوی کس گوشہ گمنامی میں سو رہا ہے۔ وید مترایم۔ اے کس جگہ پناہ گزیں ہے۔ کرشن پرکاش کا اخبار کیوں گنگ بنا ہوا ہے۔

اے آریوں تم کو حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ادنیٰ ترین خادم بار بار مقابلے کے لئے للکار رہا ہے۔ اگر کوئی آریہ زندہ ہے۔ تو کیوں مردِ میدان بنکر میدان مناظرہ میں نہیں نکلتا۔ کوئی آریہ ہے جو میدان میں نکلے۔ دیدہ باید ؛

(خاکسار فتح محمد احمدی شرما از کراچی)

فاروق کی درخواست

احباب کا فرض ہے۔ کہ وہ کم از کم ایک ایک نیا خریدار فاروق کے واسطے عطا فرما کر ثواب حاصل کریں۔ اس فرض کو سب سے اوّل مکرمی خانصاحب نعمت اللہ برنچ انسپکٹر نے ادا کر کے چھ خریدار عطا فرمائے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء دوسرے احباب بھی توجہ کریں تو کام آسان ہوگا۔ (مینیجر فاروق)

یہودی مشن

رسالہ کذبات مرزا کا جواب

(از ماسٹر محمد علی اطہر قادیان)

(بسلسلہ گذشتہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ احادیث کے ماتحت امتی اور نبی ہونے کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو کر آپ کا دعویٰ نبی ہونے کا ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی صـ۶۳ میں حضور تحریر فرماتے ہیں :-

"سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ناممکن تھا۔ اگر میں اپنے سید و مولا فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا"

اسی طرح حقیقۃ الوحی صـ۱۱۶ میں فرماتے ہیں :-

"وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے۔ اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے۔ بلکہ ذریت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔ اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا۔ وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں۔ اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے۔ اگر اس بات کا اقرار نہ کریں۔ کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے۔ اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے۔ اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں۔ جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔"

جھوٹ نمبر ۲۱ میں ریویو جلد ۲ صفحہ ۴۳۷ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"اور حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ اس مسیح موعود کی تیرھویں صدی میں پیدائش ہوگی۔ اور چودھویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا۔"

اور اپنی طرف سے نوٹ دیا ہے۔ کہ:۔

"صریح بہتان ہے۔ افترا ہے۔ تمام احمدی علماء ملکر زور لگائیں۔ کہیں کوئی صحیح حدیث اس مضمون کی نہیں دکھا سکیں گے۔"

قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا تقف ما لیس لک بہ علم ۱۵/۱۷۔ جس بات کا تجھے علم نہیں۔ خواہ مخواہ اس کے پیچھے نہ پڑ۔ سو اٹس ماسٹر صاحب.... آپ مادی اشیاء کے خواص کے متعلق توجیہی چاہیں دیتے مارہیں۔ مگر قرآن شریف اور احادیث کی روحانیت بھری باتوں سے آپ کو دور کا واسطہ بھی نہیں۔ ان میں خواہ مخواہ ٹانگ اڑانے سے سوائے ذلت کے کیا حاصل ہوگا۔ ہاں علم حاصل کر کے دعویٰ کریں۔ تو زیب بھی دے بوہنی ٹٹلیں ہانکنے سے کیوں اپنی کرکری کراتے ہیں۔ قرآن شریف نے دعویٰ کیا ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون چونکہ آپ کے سینہ میں خدا کے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بغض بھرا ہوا ہے۔ اس لئے آپ فہم قرآن سے بے نصیب ہیں۔ ورنہ قرآن شریف اور احادیث میں زمانہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جا بجا موجود ہے۔ مطہر قلب لیکر تلاش کریں۔ تو نظر آجائے۔ آپ کی آگاہی کے لئے چند ایک حوالے پیش کرتا ہوں ؎

---

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت دوم کا وعدہ الٰہی جیسا کہ آپ کے جھوٹ ۱۸ کے جواب میں بتایا گیا ہے۔ آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم میں بعثت ثانی کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے استفسار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔ یعنی اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا۔ تو ابنائے فارس میں سے ایک شخص ہوگا۔ جو اس کو وہاں سے اتار لائے گا۔ اور آخرین منہم سے پہلے ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین موجود ہے۔ اس سے اور مندرجہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اول بھی ایسے وقت میں ہوئی۔ جبکہ لوگ ضلال مبین کی حالت میں تھے۔ اور بعثت ثانی بھی ایسے زمانہ میں ہوگی۔ جبکہ لوگوں کے دلوں سے ایمان نکل کر ثریا پر جا چکا ہوگا۔ اور آیت شریف وآخرین منہم لما یلحقوا بہم کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ بنتے ہیں۔ جو تیرھویں صدی کا قریباً اختتام ہے۔ پس فارسی الاصل مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش تیرھویں صدی میں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲۷۲ھ میں جوان ہو چکے تھے۔ اور حدیث شریف ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ کتاب العلم) کے ماتحت چودھویں صدی کے سر پر آپ کا ظہور ہوا ہے ؎

---

(۲) ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ ۳/۱۲۳۔ بعثت اول میں میدان بدر میں مسلمانوں کی نصرت کی گئی تھی۔ اور بعثت ثانی میں بھی بدر یعنی چودھویں صدی میں نصرت ہوگی۔ سو خدا کے فضل سے ہو رہی ہے احمدیت یعنی حقیقی اسلام اقطاع عالم میں پھیلتا اور غلبہ حاصل کرتا چلا جا رہا ہے۔

(۳) آیت استخلاف یعنی وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم... الخ ۲۴/۵۶۔ میں لیستخلفنہم کا وعدہ یعنی میں ان کو خلیفہ بناؤں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت سے پورا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس لفظ کے اعداد بحساب جمل ۱۳۰۵ ہیں۔ اور ۱۳۰۵ھ ہی وہ سن ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیعت لینے اور سلسلہ قائم کرنے کے متعلق حکم الٰہی نازل ہوا تھا۔ دیکھو تبلیغ رسالت صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰ وہاں فرمایا ہے "تکمیل تبلیغ".... یہ وہ شرائط ہیں۔ جن کی تفصیل یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں نہیں لکھی گئی۔ اور واضح رہے۔ کہ اس دعوت بیعت کا حکم تخمیناً مدت دس ماہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکا ہے.... ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء"

اسی وعدہ کی بناء پر جو آیت موصوفہ بالا میں کیا گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آپ کو مسیح موعود کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کیونکہ کما استخلف الذین قبلہم کے ماتحت آپ (مسیح اسرائیلی جو امتِ موسوی کے آخری خلیفہ تھے) کے مثیل ہیں۔ اور امتِ محمدیہ کے موعود جو تیرھویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے اور حسب وعدہ چودھویں صدی کے پانچویں سال خلافت کے کام پر متعین کئے گئے ؎

---

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۶۸۳ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ عاجز ایسے وقت میں آیا ہے۔ جس وقت میں مسیح موعود آنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ حدیث الآیات بعد المائتین جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ آیات کبریٰ تیرھویں صدی میں ظہور پذیر ہونگی۔ اسی پر قطعی اور یقینی دلالت کرتی ہے کہ مسیح کا تیرھویں صدی میں ظہور یا پیدائش واقع ہو۔ بات یہ ہے۔ کہ آیات صغریٰ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقتِ مبارک سے ہی ظاہر ہونی شروع ہو گئی تھیں۔ پس بلاشبہ الآیات سے آیات کبریٰ مراد ہیں۔ جو کسی طرح سے دو سو برس کے اندر ظاہر نہیں ہو سکتی تھیں۔ لہذا علماء کا اس پر اتفاق ہو گیا ہے۔ کہ بعد المائتین سے مراد تیرھویں صدی ہے۔ اور الآیات سے مراد آیاتِ کبریٰ ہیں۔ جو ظہور مسیح موعود اور یاجوج ماجوج وغیرہ ہیں۔ اور ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے۔ کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ مسیح موعود ہوں۔ اس حدیث کے متعلق نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب حجج الکرامۃ صـ۳۹۳ میں لکھتے ہیں:۔

"۔۔۔۔ از مسلمات است کہ ظہور الآیات بعد المائتین یک ہزار و دو صد از ہجرت نمے باشند۔ کہ بگذرد بعد ازاں علامات قیامت شروع شود۔۔۔۔ الخ اور صـ۳۹۴ میں لکھتے ہیں" و بعض از مشائخ و اہل علم گفتہ اند کہ خروج او (مہدی) بعد از دوازدہ صد سال از ہجرت شود ورنہ از سیزدہ صد تجاوز نہ کند" پھر صـ۳۹۵ میں لکھتے ہیں" چوں این قرن کہ در شمار جمل از سنین ہجرت وے سنہ سیزدہم است نود سال گذشتہ و مہدی در عالم ظاہر نہ شدہ بخاطر مے رسد۔ کہ شاید بر سر صد چہاردہم ظہور وے اتفاق افتد" اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۱۱۷ میں تحریر فرمایا ہے "اے خشک مولویو! اور بدعت زاہدو۔ تم پر افسوس کہ تمہاری آنکھیں عوام الناس سے زیادہ تو کیا ان کے برابر بھی نہیں دیکھ سکتیں۔ آپ ہی یہ حدیثیں سناتے ہو۔ کہ الآیات بعد المائتین اور کہتے ہو۔ کہ بارہ سو برس کے بعد مسیح موعود وغیرہ نشانیوں کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ بلکہ تم میں سے وہ مولوی بھی ہیں۔ جنہوں نے شرطی طور پر کتابیں لکھ ماریں اور چھپوا بھی دیں۔ کہ چودھویں صدی کے اوائل میں مسیح اور مہدی موعود کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے اپنے پاک نشانوں کو ظاہر کیا تو اول المنکرین تم لوگ ہی ٹھہرے"

پھر ازالہ اوہام صـ۱۸۵ و ۱۸۶ میں تحریر فرمایا ہے:۔

"چند روز کا ذکر ہے۔ کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی۔ کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے۔ ایک یہ بھی نشان ہے۔ کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے۔ تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی۔ کہ دیکھ یہی مسیح ہے۔ کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی۔ اور وہ یہ نام ہے" غلام احمد قادیانی" اس نام کے عدد پورے تیرہ سو (۱۳۰۰) ہیں۔ اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے۔ کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں" غلام احمد قادیانی" کسی کا بھی نام نہیں"

کیا عجیب بات ہے۔ کہ آپ تمام احمدی علماء کو چیلنج دے رہے ہیں۔ کہ وہ ملکر زور لگائیں۔ کہیں کوئی صحیح حدیث اس مضمون کی نہیں دکھا سکیں گے مگر آپ کے مسلمہ بزرگ اور علماء گذشتہ حدیث الآیات بعد المائتین سے یہی نتیجہ نکال رہے ہیں کہ مسیح موعود تیرھویں صدی کے آخیر میں پیدا ہو کر چودھویں کے شروع میں ظہور کریگا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی حدیث کا بار بار ازالہ اوہام میں ذکر فرماتے ہیں۔ اور علماء کو شرمندہ کرتے ہیں۔ کہ آپ کے معتقدات کے مطابق جب میرا ظہور ہے۔ تو آپ اول المنکرین کیوں بن رہے ہیں۔ اور اسی حدیث کے ذریعہ سے مختلف پیرایوں میں اپنے مسیح موعود ہونے کا ثبوت بھی پیش کر رہے ہیں۔ مگر آپ کی بغض و عداوت سے اندھی آنکھ اس کتاب میں سے اعتراض کو تو دیکھتی ہے۔ مگر ثبوت صداقت کی طرف سے پیٹھ پھیرے ہوئے ہے۔ اور اتنی غافل ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے علماء کو چیلنج دے رہی ہے۔ کاش خدا تعالیٰ آپ کی آنکھ کھول دے۔ اور جہالت کی تاریکی میں آپ ایسے لایعنی چیلنج دینے سے باز آجائیں۔

آپ نے تو صرف حدیث مطلب کی لی تھی۔ خاکسار نے قرآن شریف سے بھی ایسی آیات دکھادی ہیں۔ جو زمانہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ بزرگان سلف نے جو خدا تعالیٰ سے الہام پاکر زمانہ پیدائش و ظہور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اظہار کیا ہے۔ اس کے بھی چند نمونے آپ کو دکھاتا ہوں۔ (۱) حافظ برخوردار صاحب اپنی کتاب "انواع" میں تحریر فرماتے ہیں ؎

پچھے اک ہزار دے گزن تن سو سال
عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

(۲) خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بیا کہ رایت منصور بادشاہ رسید (۱۳۱۱ھ)
نوید فتح و بشارت بہ مہر و ماہ رسید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سورج گرہن اور چاند گرہن مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی علامت بتائی ہے۔ ان گرہنوں کے ظہور کا سن ہجری اس شعر کے پہلے مصرع کے نشان زدہ الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ اسی غزل میں اور نشانیاں بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے ؎

کجا است صوفیٔ دجال چشم و ملحد شکل
بگو بسوز کہ مہدئے دین پناہ رسید

اس شعر میں یہ بھی بتا دیا گیا ہے۔ کہ وہی مہدی جس کے لئے یہ خسوف و کسوف کا نشان ظاہر ہوگا۔ مسیح بھی ہے کیونکہ دجال اسی کے ہاتھ سے مریگا۔ پس حافظ شیرازی نے جب کسوف و خسوف کے نشان کا سن ظہور ۱۳۱۱ھ بتایا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح کی پیدائش تیرھویں صدی میں ہے۔ اور ظہور چودھویں صدی میں ؛

---

(۳) حضرت شاہ نعمت اللہ ولی نے تو واضح طور پر پیشگوئی فرمائی ہے۔ دیکھو کتاب "اربعین فی احوال المہدیین" چند شعر بطور نمونہ یہ ہیں:۔

از نجوم ایں سخن نمے گویم
بلکہ از کردگار مے بینم
سنہ و سال ۱۳۱۲ھ چوں گذشت از سال
بوالعجب کارو بار مے بینم
گرد آئینۂ ضمیر جہاں
گرد و زنگ و غبار مے بینم
ظلمت ظلم ظالمان و یار (سکھا شاہی کی
بے حد و بے شمار مے بینم طرف اشارہ ہے)
جنگ و آشوب و فتنہ و بیداد
در میان و کنار مے بینم
سکۂ نو زنند بر رخ زر (حکومت انگریزی)
در ہمش کم عیار مے بینم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوں زمستانِ بے حسن بگذشت
شمسِ خوش بسارے بینم

یعنی اس فتنہ و فساد کی صدی کے گذرنے کے بعد چودھویں صدی کے شروع میں مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔

دورِ او چوں شود تمام بکام
پسرِ یادگارے بینم

اس دوسرے مصرعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زمانہ خلافت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جو آج کل خلیفۂ وقت ہیں۔ پھر فرمایا۔

ز۔ ح۔ م۔ د مے خوانم
نامِ آں نامدارے بینم

یعنی مسیح موعود احمدؑ کے نام سے ظاہر ہوگا۔ آگے فرمایا۔

مہدیٔ وقت عیسیٰ دوراں
ہر دو را شہسوارے بینم

یعنی وہی احمدؑ مہدی وقت ہوگا۔ اور وہی مسیح دوراں ہوگا۔ حضرت نعمت اللہ ولی کی یہ پیشگوئی بھی حدیث الآیات بعد المائتین کی ہی تشریح ہے۔ پس قرآن شریف۔ حدیث شریف اور بزرگانِ سلف کے الہامات و کشوف اسی بات کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ مسیح موعود تیرھویں صدی میں پیدا ہو کر چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا۔

آہ۔ ع

تو بے نصیب رَوی وہ چہ ایں شتابا شد

حجوٹ ۲۷ میں تحفۃ اللہ ۵۰ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے "اگر قرآن کریم نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں" اور مطالبہ کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا نام قرآن شریف میں ابن مریم دکھاؤ۔ لیجئے جناب ہم تو آپ کو قرآن شریف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ابن مریم دکھا دیتے ہیں۔ مگر آپ کی طرزِ تحریر سے صاف طور پر عیاں ہے کہ آپ اس گروہ سے ہیں۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "ومنھم من لم یستمع الیک وجعلنا علیٰ قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی اٰذانھم وقرًا" وہ اور ایں بود کہ اگر آیۃ لا یومنوا بھا حتّٰی اذا جاءوک یجادلونک ہے۔ مگر چونکہ خدا کی رحمت ہر شے پر وسیع ہے۔ اس لئے ہم ناامید نہیں۔ دیکھو سورہ تحریم آخری آیات ضرب اللہ مثلًا للذین آمنوا ... ابنتِ عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا ... الخ اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کے مومنوں کا حال بیان فرمایا ہے۔ کہ ان میں سے بعض مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے۔ جس نے پارسائی اختیار کی۔ تب اس کے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی۔ اور عیسیٰ اس سے پیدا ہوا۔ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اُمّتِ محمدیہ میں ایک شخص ہوگا۔ کہ پہلے مریم کا مرتبہ اس کو ملے گا۔ پھر اس میں عیسیٰ کی روح پھونکی جائیگی۔ تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئیگا یعنی مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ یعنی مریم ہونے کی صفت نے عیسےٰ ہونے کا بچہ دیا۔ اور اس طرح وہ ابن مریم کہلائیگا۔ نفخ روح کے وقت ضمیر واحد مذکر کا رکھنا اس بات کی علامت ہے۔ کہ یہاں امت محمدیہ میں سے ابن مریم بننے والے مومن کا ذکر ہے۔ ورنہ جہاں حضرت مریم صدیقہؑ مراد ہیں۔ وہاں ضمیر واحد مونث استعمال کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو والتی احصنت فرجھا فنفخنا فیھا من روحنا ۔ لہٰذا سورہ تحریم کی اس آیت میں ابن مریم سے مراد وہی مسیح موعود ہے جو بموجب وعدہ لیستخلفنھم ۳۰۵ھ میں خلیفۃ اللہ مقرر ہوا ہے۔ اور اس کے ابن مریم ہونیکے متعلق پہلے سے الہامات بھی ہوئے۔

کشتی نوح ۴۵ و ۴۸ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق واضح طور پر تحریر فرمایا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۴۵ و ۴۶ میں ہے: "براہین احمدیہ میں اوّل میرا نام مریم رکھا گیا ہے۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ الہام ۲۴۱ میں۔ اور وہ یہ ہے کہ اتٰی لک ھذا یعنی اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی۔ اور اس کی طرف اشارہ ہے ۳۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ ھزّی الیک بجذع النخلۃ یعنی اے مریم کھجور کے تنہ کو ہلا۔ اور پھر اس کے بعد ۴۹۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے۔ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق دیکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے۔ کہ نفخنا فیہ من روحنا۔ پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی۔ جس کا نام روح الصدق ہے۔ پھر سب کے آخر ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا۔ اس کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ الہام ہوا یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ اور اس الہام نے ظاہر کیا۔ کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جس کے روح کا نفخ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ پس اس لحاظ سے میں عیسےٰ بن مریم کہلایا۔ کیونکہ میری عیسوئیت حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی"۔ دیکھو صفحہ ۴۹۶ و صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ اور اسی واقعہ کو سورہ تحریم میں بطور پیشگوئی بکمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ عیسیٰ ابن مریم اس اُمّت میں سے اس طرح پیدا ہوگا۔ کہ پہلے کوئی فرد اس اُمّت کا مریم بنایا جائیگا۔ اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسےٰ کی روح پھونک دی جائیگی۔ پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت پر تولد پائیگا۔ اور اس طرح پر وہ عیسیٰ ابن مریم کہلائیگا۔ یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے۔ جو قرآن شریف یعنی سورہ تحریم میں اس زمانہ کے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے۔ اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کے ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرما دی ہے

قرآن شریف موجود ہے۔ ایک طرف قرآن شریف کو رکھو۔ اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو۔ کہ وہ پیشگوئی جو سورہ تحریم میں تھی۔ یعنی یہ کہ اس اُمّت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا۔

(باقی بقیہ صفحہ ۲ کالم ۳)